بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمات امام ربانی قدس سرہ

ترتیب

محمد کریم سلطانی

خادم جامعہ ریاض العلوم فیصل آباد

ملنے کا پتہ

جامعہ ریاض العلوم پیپلز کالونی ڈی بلاک
فیصل آباد۔ پاکستان

یونس دفتر کتابت جھنگ بازار فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمات امام ربانی قدس سرہ

ترتیب

محمد کریم سلطانی

خادم جامعہ ریاض العلوم فیصل آباد

ملنے کا پتہ

جامعہ ریاض العلوم پیپلز کالونی ڈی بلاک
فیصل آباد۔ پاکستان

نام کتاب ـــــــــــ تعلیمات امام ربّانی
مرتب ـــــــــــ محمد کریم سلطانی
کتابت ـــــــــــ یونس دفتر کتابت فیصل آباد
سن طباعت ـــــــــــ ۱۹۸۶ء
پروف ریڈنگ ـــــــــــ محمد اسلم شہزاد
بار دوم ۱۰۰۰ ہزار

ناشر :- جامعہ ریاض العلوم پیپلز کالونی فیصل آباد پاکستان

فہرست

نذرانۂ عقیدت

بحضورِ محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ

مجدّد الفِ ثانی ، راز دارِ رازِ ایمانی
مریدِ سرورِ عالم، مرادِ ذاتِ سبحانی

فنائے ذاتِ صمدانی، بقائے ملکِ عرفانی
کمالِ خواجۂ یثرب، امینِ فضلِ رحمانی

امیر الاولیائُ اتقیائُ صوفیا ہیں وہ
شرف اُن سے مشرف ہے یہ فیضِ خاصِ ربّانی

امامت بھی ملی اُن کو ولایت بھی نیابت بھی
وہی محبوبِ احمد ہیں وہی مطلوبِ سبحانی

سرِ الف دوم اس شان سے ان کو کیا پیدا
کہ ظلمت خانۂ ہستی کا زہرہ ہو گیا پانی

انہی کے فیضِ روشن نے کیا روشن زمانے کو
مٹائی کفر کی ظلمت، دکھائی راہِ ایمانی

وہ نور الدین اور اکبر کہ جن کے نام کو سن کر
سلاطینِ جہاں کی خود بخود جھکتی تھی پیشانی !

وہ دورِ شرک و ظلمت نورِ حضرت سے ہوا روشن
بہ فیضانِ خداوندی بہ استمدادِ روحانی

اوامر اور نواہی ہو گئے پھر سر بسر جاری
ہوئے شاہ و گدا سب پائے بندِ حکمِ یزدانی

زہے وہ عہد جس میں آپ کا سورج چمکتا ہے
خوشا وہ دور جس میں آپ کے جلووں کی تابانی

بہ فیضِ رحمتِ عالم چڑھے اعلیٰ مدارج پر !
طریقت میں، معارف میں ہوئے نقاشِ لاثانی

طریقت اور شریعت کی حدود و فاصلہ توڑیں
طریقت پر شریعت کی لگائی مہرِ نورانی

ہوئی خلّت عطا اُن کو ملی محبوبیت اُن کو !
فضائل میں مراتب میں نہیں اُن کا کوئی ثانی

طریقت کے شریعت کے حقائق آشنا تھے وہ
مُفتّن تھے معارف کے کہ تھے قیّومِ ربّانی !

عطا صورت ہوئی ایسی کہ تھے اک جلوۂ رحمت
ملی سیرت انہیں ایسی کہ تھے اکسیرِ رُوحانی

حقیقت میں بفحوائے حدیثِ سرورِ عالم
صِلہ تقدیرِ عالم کا بنے قیّوم ربّانی !

بشاراتِ نبی سے آپ کی فرزندیت ثابت
بیاناتِ نبیؐ سے آپ کی تطہیر روحانی

محیٔ السنۃ والدین، حقائق بیں، معارف گر
شریعت کی حقیقت آپ سے خورشیدِ نورانی

کوئی منزل نہیں ایسی کہ جس کو طے نہ فرمایا
کوئی جادہ نہیں ایسا کہ جس پہ کی نہ جولانی

ولائیت کو، طریقت کو، حقیقت کو، تصوّف کو
کیا منزل بہ منزل آشنائے نصِّ قرآنی

کمالِ فردِ نازِ بے نیازی سے نہ ٹکرایا!
شہودِ شاہد و مشہود ان کا نورِ روحانی

شرف ان کو ملا ایسا ولائیت اور کرامت میں
ہوئے وہ غوثِ صمدانی بہ فیضِ غوثِ جیلانی

بہ فیضِ خواجۂ باقی بقا باللہ فنا فی اللہ!
فروغِ عالمِ باقی فراغِ عالمِ فانی

ہوتے جانشیں حضرت بہاؤالدین محمد کے
کہ جن کی خاک پا ہے سرمۂ چشم مسلمانی!

خوشا وہ دل کہ جو ہے آپ کے جلووں کا آئینہ
زہے وہ بخت مل جائے جسے اس در کی دربانی

بدہ ساقی مئے باقی پلا وہ ساغرِ عرفاں
لکھوں اک مطلعِ عالی کہ ہو اکسیرِ روحانی

امام اطہر و عالی لقب، محبوبِ سُبحانی
مجدّد الف ثانی، تاجدارِ مُلکِ عرفانی

وہ جن کے نام نامی سے منور سینۂ گیتی!
وہ جن کے نورِ باطن سے مجلّٰی بختِ انسانی

وہ جن کے نام سے قطرے گہر، ذرّے مہِ تاباں
وہ جن کی روشنی ہے روشنیِ نورِ لافانی

وہ جن سے بھر گئے ارض و سما پُر نور جلووں سے
وہ جن سے ہو گئے کون و مکان گلزارِ رضوانی

وہ جن کے نور سے پُر نور ظلمت خانۂ ہستی
وہ جن کے نام نامی سے بُتانِ سنگدل پانی

وہ جن کے نقشِ پا کو چُوم کر ذرّے چمکتے ہیں
وہ جن کے نام لیوا ہو گئے اقطابِ ربّانی!

وہ جن کا سلسلہ جاری ہے اب تک بھی زمانے میں
وہ جن کا نام نامی آج تک ہے حرزِ ایمانی

وہ جن کے نور سے ہیں خانقاہیں آج بھی روشن!
وہ جن کے ذکر سے بڑھتا ہے ذوق و شوقِ رُوحانی

وہ اک آئینہ ہیں گویا کمالاتِ نبوّت کا
وہ اِک احسان ہیں منجملہ احسانِ ربّانی!!

ہوتے ہیں آپ پیدا فطرتِ سرکار بطحا پہ
کیا ہے سارے عالم کو غریق بحرِ عرفانی

تصانیف گرامی آپ کی الہام ربّی ہیں
مکاتیبِ گرامی آپ کے تفسیرِ قرآنی

جگایا آپ نے پھر سنتِ سرکارِ طیبہ کو
بڑھائی آپ نے پھر چہرۂ ایماں کی تابانی

جہاں کا ذرّہ ذرہ آپ کے جلووں سے روشن ہے
بشر کیسے ملائک تک گیا ہے فیضِ روحانی

فقیرِ بے نوا تھے وہ مگر یہ زورِ ایماں تھا
چلایا ہند میں پھر سکۂ احکامِ قرآنی

محی السّنۃ والدّین مجدّد حاملِ رحمت
محمد مصطفےٰ کے جانشیں تلمیذِ رحمانی

یہ مہر و ماہ دو نقطے ہیں اُنکے نورِ کامل کے
زمیں سے آسماں تک اُنکے جلووں کی درخشانی

مجالِ دم زدن کس کو ہے ان کی ذاتِ اطہر میں
نسب میں ہیں وہ فاروقی حیا میں ہیں وہ عثمانی

ابوبکر و علی کی نسبتِ کامل کے مظہر ہیں
مقامِ حبِ احمد میں نہیں ان کا کوئی ثانی!

امام اولیاءُ اتقیا ہیں شمس سرہندی
سلاسل ختم ہیں ان پر کہ ہیں تلمیذِ رحمانی

فنائے کامل و اکمل ملی ہے حبِ احمد سے
کوئی منزل نہیں باقی کہ جس پر کی نہ جولانی!

حریم ذاتِ اقدس تک مقامِ لاتعین تک
کوئی دیکھے تو ہیں ان کے نشاناتِ جبیں رانی

وہ کیا پیدا ہوئے دل ہل گیا اصنامِ باطل کا
وہ کیا ظاہر ہوئے ظاہر ہوئے انوارِ ربّانی

سعید خازنِ رحمت محمد صادقِ کامل
ہوئے ہیں آپ کی اولاد میں سب ماہِ نورانی

جہاں میں خواجۂ معصوم سا جائے نشیں چھوڑا
وہ خواجہ عروۃ الوثقیٰ نہیں جن کا کوئی ثانی

وہ دانائے طریقت صاحبِ دل خواجہ یحییٰ
کہ جن کے نام کی نسبت امینِ فضلِ رحمانی

جو مقبولِ مجدّد ہے وہ مقبولِ محمد ہے
جو مقبولِ محمدؐ ہے وہ ہے مقبولِ سبحانی

سلاسل آپ کے چھائے کہ چھایا سایۂ رحمت
طریقہ آپ کا پھیلا کہ پھیلی شرعِ یزدانی

کھلائے غنچہ و گل سیکڑوں باغِ طریقت میں
بنائے سیکڑوں ابدال اور اقطاب لاثانی!

ہزاروں اولیا وابستۂ دامن ہوئے ان کے
زمین و آسمان حلقہ بگوشِ فیضِ روحانی

ہوا شہرہ طریقِ نقشبندی کا زمانے میں!
جہاں سے ہو گیا کافور کیسر کیدِ نفسانی

نفیر و شاہ سب کے سب ہوئے داخل طریقے میں
نہ ایرانی رہے باقی نہ تورانی نہ افغانی

کوئی تفصیل کیا لکھے بھلا ان کے مدارج کی
ملائک سر بحیرت ہیں زہے یہ نور ایمانی

وہ قیومِ زماں وہ قطبِ دوراں شمسِ سرہندی
وہ سرتاجِ شہنشاہاں وہ شاہِ ملکِ عرفانی

وہ جنکی ذات سے کل مشکلیں آسان ہوتی ہیں
وہ جنکے نام سے ہر مشکلِ فضل رحمانی

انہی کا واسطہ لایا ہوں دربارِ رسالت میں
انہی کا نام لیتا ہوں پے اکرامِ رحمانی

الہ العلمیں جب تک فلک پر چاند تارے ہوں
رہے چلتا زمیں پر سکۂ قیوم ربانی

بجانِ دردِ دل دانش انہی کا نام لیوا ہے
نہیں آتا اسے کچھ بھی بجز ذوق ثنا خوانی

بہ بخشا جرعۂ او رانہ جام معرفت ربیؔ
بہ نامِ شاہِ سرہندی وشاہ ملک عرفانی

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبوبِ سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس اللہ سرہ کے چند ارشاداتِ گرامی اس امید پر شائع کیے جارہے ہے کہ شائد کوئی پڑھنے والا ان کو پڑھ کر صراطِ مستقیم پر آجائے اور میری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

محمد کریم سلطانی
خادم جامعہ ریاض العلوم
پیپلز کالونی نمبر ۱ ڈی بلاک
فیصل آباد

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس اللہ سرہٗ

اشعارِ مبارکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر روز باشی صائماً ہر لیل باشی قائماً
در ذکر باشی دائماً مشغول شو در ذکرِ ہو

گر عیش خواہی جاوداں عزت بخواہی در جہاں
ایں ذکرِ ہو ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ہو

سودے ندارد خفتنت ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت مشغول شو در ذکرِ ہو

ہو ہو بذکرش ساز کن نامِ خدا آغاز کن
قفلے ز سینہ باز کن مشغول شو در ذکر ہو

علمے بخوانی با عمل فردا نہ باشی تا خجل
در پیش قادر لم یزل مشغول شو در ذکر ہو

ہر دم خدارا یاد کن دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہو

مسکین احمد مرد شو در جملہ عالم فرد شو
در راہِ حق چوں گرد شو مشغول شو در ذکر ہو

ابتدائیہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

فرزند عزیز!

فرصت غنیمت ہے چاہیئے کہ بے فائدہ کاموں میں صرف نہ ہو بلکہ فرصت کے سارے اوقات حق جل وعلا کی خوشنودی کے کاموں میں صرف ہونے چاہئیں۔ نماز پنجگانہ جمعیت وجماعت اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے۔ اور نماز تہجد کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور سحری کے استغفار کو بھی رائگاں نہ چھوڑیں اور خوابِ خرگوش سے لذت گیر نہ ہوں اور فانی لذتوں پر بھی فریفتہ نہ ہوں۔ اور موت اور احوالِ آخرت کی یاد اپنا نصب العین بنائیں۔ مختصر یہ کہ دنیا سے روگرداں اور آخرت کی طرف متوجہ رہیں اور دنیا میں بقدر ضرورت مشغول ہوں اور سارے اوقات تیاری آخرت کے کاموں سے آباد رکھیں حاصل کلام یہ کہ دل ماسوا کی گرفتاری سے آزاد ہونا چاہیئے اور ظاہر احکام شرعیہ سے مزین و آراستہ رہنا چاہیئے۔

کار ایں است وغیر ایں ہمہ ہیچ [1]

---

[1] دفتر دوم مکتوب ۱۲۱

اپنے دل کو محفوظ رکھا جائے اور یہ سلامتی اس وقت میسر آتی ہے جب کہ غیر حق تعالیٰ کا دل پر گزر نہ رہے۔ غیر حق کا دل پر نہ گزرنا غیر حق کے نسیان اور بھول جانے پر مبنی ہے۔ ؎۱

۷ خدا تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ بندہ ایمان اور نیکی میں اپنے جوانی کے سیاہ بال سفید کرے حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وارد ہے۔

من شاب شیبۃ فی الاسلام غفر لہٗ

جو شخص اسلام کی پابندی میں بوڑھا ہوا۔ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ جانب امید کو ترجیح دیں اور مغفرت کا ظن غالب رکھیں۔ کیونکہ جوانی میں خوف زیادہ درکار ہے اور بڑھاپے میں رجا اور امید کا غلبہ زیادہ ہونا چاہیئے ؎۲

۸ جو نصیحت محبوں اور مخلصوں کو کی جاتی ہے سب کی سب یہی ہے کہ مکمل طور پر پوری توجہ اور رجوع جناب قدس خداوندی عزّ شانہ کیطرف میسر آنا چاہیئے اور غیر حق سے اعراض حاصل ہونا چاہیئے۔

کار ایں است غیر ایں ہمہ ہیچ

کرنیکا کام یہی ہے اس کے سوا سب ہیچ ؎۳

۹ اے فرزند آج جبکہ فرصت کا وقت ہے اور سکون و دلجمعی کے تمام اسباب میسر ہیں ٹال مٹول اور تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں۔ زندگی کے بہترین اعمال یعنی اپنے مالک و مولیٰ تعالیٰ و تقدس کی طاعت و عبادت میں کرنا چاہیئے ؎۴

۱۰ موسم جوانی میں جو نفس امارہ کی سلطانی کا زمانہ ہے اور شیطان لعین کے غلبے کا وقت ہے تھوڑے عمل کو زیادہ ثواب کے ساتھ قبول فرماتے

؎۱ دفتر اول مکتوب ۸۲ ؎۲ دفتر اول مکتوب ۸۸ ؎۳ دفتر اول مکتوب ۹۰

ہیں۔ اور کل جب از دل عمر تک پہنچا دیں گے اور حواس وقویٰ سُست ہو چکے ہوں گے اور سکون و دلجمعی کے اسباب منتشر ہو جائیں گے حسرت و پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ کل بڑھاپے کے وقت تک فرصت نہ دیں اور ندامت پشیمانی کی فرصت جو ایک طرح کی توجہ ہے میسر نہ آئے اور ابدی عذاب و دائمی سزا جس کے متعلق پیغمبر صادق علیہ من الصلوٰت افضلھا ومن التسلیمات اکملھا نے خبر دی ہے اور نافرمان لوگوں کو ڈرایا ہے اور درپیش ہے اس سے ضرور دوچار ہونا پڑے گا۔ آج شیطان مردود خدا تعالیٰ جل سُلطانہٗ کے کرم کا دھوکا دے کر مداہنت میں ڈالتا ہے اور خدائے سبحانہٗ کے عفو کا بہانہ کر کے گناہوں کا ارتکاب کراتا ہے۔ [1]

(۱۱) گناہوں کی تاریکی اور آسمان سے نازل شدہ احکام خداوندی سے لاپرواہی کرنے والا کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ دُنیا سے نورِ ایمان سلامتی سے لے جائے گا علماءِ دین نے فرمایا ہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار گناہِ کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے اور گناہ کبیرہ پر اصرار کفر تک لے جاتا ہے۔ عیاذاً باللہ سبحانہٗ [2]

(۱۲) دُنیا کا قیام بہت تھوڑے عرصہ کیلئے ہے اور عذاب آخرت بہت سخت اور دائمی ہے عقل دور اندیش کو کام میں لانا چاہیئے اور اس دُنیا کی بے حلاوت تر و تازگی سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ اگر دُنیا داری کی وجہ سے کسی کی عزت و آبرو ہوتی تو کفار دُنیا دار سب سے زیادہ صاحبِ عزت ہوتے۔ ظاہر دُنیا پر فریفتہ ہونا بے عقلی ہے۔ چند روزہ فرصت کو غنیمت جاننا چاہیئے اور رب تعالیٰ کی خوشنودی کے کاموں میں

---

[1] دفتر اوّل مکتوب ۹۶ [2] دفتر اوّل مکتوب ۹۶

کوشش کرنی چاہیئے۔ ۱؎

(۱۳) خوابِ خرگوش کب تک۔ آخر ذلت و رسوائی کا مُنہ دیکھنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۲؎

کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری بارگاہ میں لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ ۳؎

(۱۴) فرزندِ ارشد اس کمینی اور مبغوض دنیا پر خوش نہ ہو۔ جنابِ قدس خداوندی جل سلطانہ کی طرف دائمی توجہ کے سرمایہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور اس بات کا خیال کرے کہ کیا چیز فروخت کر رہا ہے اور کیا خرید رہا ہے۔ آخرت کو دُنیا کے بدلے میں دے دُنیا اور مخلوق میں اُلجھ کر حق سبحانہ سے کٹ جانا بے وقوفی اور بے عقلی ہے ۴؎

حضورِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

حُبُّ الدُّنیا رأسُ کلِّ خطیئۃ ۵؎

دُنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے۔

اللہ سبحانہٗ ہمیں اور تمہیں دُنیا اور دُنیا کے چاہنے والوں کی محبت اور ان سے میل جول اور ان کی دوستی سے نجات عطا فرمائے کیونکہ دُنیا کی محبت زہرِ قاتل۔ ہلاک کرنے والا مرض، بلائے عظیم اور عام پھیلنے والی بیماری ہے۔ ۶؎

(۱۵) حدیث شریف میں آیا ہے۔

من حُسنِ اسلامِ المرءِ اشتغالہ بما یعنیہ واعراضہ

۱؎ دفتر اول مکتوب ۹۸ ۲؎ سورہ المومنون پارہ ۱۸ ۳؎ دفتر اول مکتوب ۹۸
۴؎ دفتر اول مکتوب ۱۳۸ ۵؎ مشکوٰۃ شریف بحوالہ رزین اور بیہقی شریف ۶؎ دفتر اول مکتوب ۱۴۱

عمّالایعنیہ ؎

انسان کے حُسنِ اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ با مقصد کاموں میں مشغول ہو اور بے مقصد کاموں سے اعراض کرے۔

لہٰذا اوقات کی محافظت کے بغیر چارہ نہیں بے فائدہ کاموں میں وقت ہرگز ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ شعر خوانی اور قصہ گوئی کو دشمن کا حصہ قرار دے کر خاموشی اور باطنی نسبت کی حفاظت کرنی چاہیئے [1]

(۱۶) موسمِ جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے علومِ شرعیہ کی تحصیل اور ان کے مطابق عمل میں مشغول رہیں اور اس بات کا اہتمام کریں کہ قیمتی عمر بے فائدہ اور لایعنی کاموں میں صرف نہ ہو اور لہو و لعب میں ضائع نہ ہو [2]

(۱۷) سعادت مند وہ ہے جس کا دل دُنیا سے سرد اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کی محبت سے گرم ہو دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور اسے چھوڑ دینا تمام عبادتوں کا سر ہے۔ دُنیا حق تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے جب سے اس نے اسے پیدا کیا ہے ایک بار بھی نظرِ شفقت سے اس کی طرف نہیں دیکھا اور دُنیا کے طالب دور کر دینے اور نفرت کے لائق ہیں اور اس نفرت و دوری کے داغ سے داغدار ہیں۔ حدیث میں ہے۔

الدنیا ملعونۃ وملعون مافیھا الاّ ذکر اللّٰہ [3]

دُنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے۔

جب ذاکر لوگ بلکہ ان کے ذراتِ وجود اللہ سبحانہٗ کے ذکر سے پر ہیں تو حق تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اس وعید سے خارج ہیں وہ اہل دُنیا میں

---

[1] دفتر اوّل مکتوب ۱۷۶ [2] دفتر اوّل مکتوب ۱۷۹ [3] ترمذی و ابن ماجہ

شمار نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ دُنیا اس چیز کا نام ہے جو دل کو حق سبحانہٗ سے روکے اور اس کے غیر سے مشغول کرے وہ چیز مال و اسباب کے قبیلہ سے ہو خواہ مرتبہ اور سرداری کی طلب اور خواہ ننگ و ناموس ہو۔

فاعرض عمن تولّی عن ذکرنا

اس شخص سے روگردانی کرو جو ہمارے ذکر سے پھر چکا ہو۔

(۱۸) حق تعالیٰ نے دُنیا کو آخرت کی کھیتی بنایا ہے۔ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو سب کا سب بیج کھا جائے اور استعداد کی زمین میں نہ ڈالے اور ایک دانہ سے سات سو دانے نہ بنائے۔ اور اس دن کے لئے کہ بھائی بھائی سے بھاگے گا اور ماں بیٹے کی خبر نہ لے گی، کچھ ذخیرہ نہ کرے ایسے شخص کو دُنیا و آخرت کا خسارہ حاصل ہے اور سوائے حسرت و ندامت کے کچھ فائدہ نہیں۔ نیک بخت لوگ دُنیا کی فرصت کو غنیمت جانتے ہیں۔ نہ اس غرض کیلئے کہ دُنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے عیش و عشرت حاصل کریں جو باوجود اس قدر سختیوں اور تکلیفوں کے ناپائیدار اور بے ثبات ہیں بلکہ اس غرض کیلئے کہ اس فرصت میں کاشتکاری کریں اور نیک عمل کے ایک دانہ سے واللّٰہ یضاعف لمن یشاء کے بموجب بے نہایت ثمرات حاصل کریں۔ یہی وجہ ہے کہ چند روزہ اعمال صالحہ کی جزا ہمیشہ کا آرام مقرر فرمایا ہے۔

واللّٰہُ ذوالفضل العظیم اللہ بڑے فضل والا ہے۔ [۱]

(۱۹) زندگی کی فرصت بہت تھوڑی ہے اور ہمیشہ کا عذاب اس پر آنیوالا ہے بڑے افسوس کی ہے کہ کوئی اس فرصت کو بیہودہ امور کے حاصل

---

[۱] دفتر اوّل مکتوب ۲۱۴

کرنے میں صرف کرے اور ہمیشہ کا رنج والم خریدے [۱]

۲۰ چرب وشیریں نعمتوں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ قیمتی اور آراستہ کپڑوں پر دھوکہ نہ کھا جاؤ۔ ان کا نتیجہ دُنیا و آخرت میں حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں اہل و عیال کی رضامندی کیلئے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا اور آخرت کا عذاب اختیار کرنا عقل دور اندیش سے دور ہے [۲]

۲۱ اے بھائی دُنیا بے وفائی میں ضرب المثل ہے اور اہل دُنیا خست و کمینہ پن میں مشہور ہیں۔ پھر بڑے افسوس کی بات ہے انسان اپنی قیمتی عمر کو اس بے وفا اور کمینی کے لئے خرچ کرے [۳]

۲۲ اس کمینی دُنیا کی محبت دور کرنے کا علاج امور آخرت میں رغبت کرنے اور شریعت روشن کے احکام بجالانے پر وابستہ ہے حق تعالیٰ نے دُنیا کی زندگی کو پانچ بلکہ چار چیزوں پر منحصر کیا ہے اور فرمایا ہے۔

انّما الحیاۃ الدنیا لعِبٌ ولھوٌ وزینۃٌ وتفاخرٌ بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد [۴]

دُنیا کی زندگی کھیل کود اور زینت اور باہم فخر کرنا اور مال و اولاد میں زیادتی کرنا ہے۔ پس جب عمل صالح میں مشغول ہوں تو جزِ اعظم لعب ولہو ہی کم ہونے لگتا ہے۔ اور ریشم و چاندی سونے کے استعمال سے جن پر عمدہ اور اعلیٰ زیب و زینت کا مدار ہے پرہیز کرنے لگتے ہیں۔ اور دوسرا جز جو زینت ہے زائل ہونے لگتا ہے اور جب یقین ہو جاتے کہ اللہ کے نزدیک فضیلت و بزرگی پرہیزگاری اور تقوی سے ہے نہ حسب و نسب سے تو فخر کرنے سے باز آتے ہیں۔ اور جب جانیں کہ مال و اولاد

---

[۱] دفتر اوّل مکتوب ۲۲۶ [۲] مکتوب ۲۲۶ اوّل [۳] دفتر اوّل مکتوب ۲۲۶ [۴] سورہ حدید

حق تعالیٰ کے ذکر سے مانع ہیں اور اسکی بارگاہ سے روکتے ہیں توانکے زیادہ حاصل کرنے سے کوتاہی کرتے ہیں اور ان کے بڑھانے کو معیوب جانتے ہیں۔ غرض

ما اٰتٰکم الرسُولُ فَخُذُوہُ وما نہاکُمْ عنْہُ فانتھو کیلا یَضُرّکم شیی٭ ط

جو کچھ رسُول تمہارے پاس لایا اس کو پکڑ لو اور جس سے اس نے منع کیا ہے ہٹ جاؤ تاکہ تمہیں کوئی چیز ضرر نہ دے۔ ۱؎

(۲۳) شریعت خواہشاتِ نفسانی کو دور کرنے اور تاریک و غلط رسُوم کو دفع کرنے کیلئے وارد و نازل ہوئی ہے اس لئے نفس کی طبیعت کا تقاضا یا حرام کا ارتکاب ہوتا ہے یا فضول کا اختیار کرنا، جو انجام کار حرام تک پہنچا دیتا ہے۔ پس حرام اور فضول سے بچنا عین مخالفتِ نفس ہے۔ ۲؎

۱؎ دفتر اول مکتوب ۲۳۲ ۲؎ دفتر اوّل مکتوب ۲۸۶

پرہیزگاری

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
اے میرے بندے تو میرے فرائض ادا کر تو سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگا اور تو میرے نواہی سے باز آجا تو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا اور تو میرے دیئے ہوئے رزق پر صبر کر تو سب سے زیادہ غنی ہوگا۔
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا۔
تو پرہیزگار بن جا تو سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگا [1]

② ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
کل کو اللہ تعالیٰ کے ہمنشیں پرہیزگار اور زاہد لوگ ہوں گے۔
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ پرہیزگاروں کو جتنا میرا قرب حاصل ہوگا اتنا کسی کو نہ ہوگا [2]

③ جب تک آدمی اپنے اوپر دس چیزوں کو فرض نہ کرے اس کی پرہیزگاری پوری نہیں ہوتی۔
۱۔ اپنی زبان کو غیبت سے بچائے۔
۲۔ بُرے گمان سے پرہیز کرے۔
۳۔ ٹھٹھے اور مذاق سے بچے۔
۴۔ حرام چیزوں سے اپنی نگاہ بند رکھے۔

---

[1] دفتر دوم مکتوب ۶۶ ۔ [2] دفتر دوم مکتوب ۶۶

۵- سچ بولے
۶- اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات سمجھے تاکہ وہ مغرور نہ ہو جائے۔
۷- اپنے مال کو حق میں خرچ کرے باطل میں خرچ نہ کرے۔
۸- اپنے لئے بلندی اور بڑائی طلب نہ کرے۔
۹- نمازوں کی حفاظت کرے۔
۱۰- سنت اور جماعت پر استقامت رکھے۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مَلَاکُ دِینِکُم الوَرَعُ
تمہارے دین کا سب کچھ پرہیزگاری ہے۔ [2]

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع

(۱) پیدائش انسانی سے مقصود وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے اور جناب حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دوام توجہ ہے اور یہ معنی سید اولین و آخرین علیہ من الصلوٰت اتمہا ومن التحیات اکملہا کی کامل اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا [3]

(۲) آپ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی اتباع کا ایک ذرہ تمام دنیوی لذتوں اور اُخروی نعمتوں سے کئی درجے بہتر ہے۔ فضیلت روشن سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے اور بزرگی آپ کی شریعت کی بجا آوری

[1] دفتر دوم مکتوب ۶۱ [2] دفتر دوم مکتوب ۸۱ [3] دفتر اول مکتوب ۱۱۰

کے ساتھ مربوط ہے [۱]

(۳) دُنیا کا سامان دھوکا ہی دھوکا ہے اور معاملہ اُخروی پر ابدی جزا مرتب ہوگی چند روز زندگی اگر سیّد الاولین والآخرین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت میں بسر ہو تو نجاتِ ابدی کی اُمید ہے۔ ورنہ کوئی بھی ہو اور کیسا ہی ہو اچھا عمل کیوں نہ ہو سب ہیچ اور بیکار ہے۔

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است ★ کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست

محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جو دونوں جہاں کی عزت و آبرو ہیں جو آپ کے دروازے کی خاک نہیں بنتا اُس کے سر پر خاک پڑے [۲]

(۴) اے فرزند جو کچھ کل کام آئے گا وہ صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی متابعت ہے ..... تم پر حضور اور آپ کے خلفائے راشدین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اختیار کرنا لازم ہے اور قولاً عملاً اعتقاداً حضور کی شریعت کی مخالفت سے بچنا کیونکہ آپ کی متابعت سراسر برکت ہے اور آپ کی مخالفت نحوست و بربادی ہے [۳]

(۵) آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سیّد الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر وابستہ ہے۔ آپ ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام میں پہنچتے ہیں۔ آپ کے کامل تابعداروں کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے ہیں اور اولوالعزم پیغمبر آپ کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے زمانہ میں زندہ ہوتے تو آپ ہی کی تابعداری کرتے اور عیسیٰ روح اللہ کے نازل ہونے اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی متابعت کرنے کا قصہ مشہور و معلوم

---

[۱] دفتر اوّل مکتوب ۱۱۴ [۲] دفتر اوّل مکتوب ۱۶۵ [۳] دفتر اوّل مکتوب ۱۸۴

ہے آپ کی اُمت آپ کی متابعت کے سبب خیرالامم ہوئی اور اس میں اکثر اہل جنت ہیں۔ قیامت کے دن آپ کی تابعداری کی بدولت تمام اُمتوں سے پہلے آپ کے اُمتی بہشت میں جائیں گے اور ناز و نعمت حاصل کریں گے پس آپ کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وسلّم کی متابعت اور سُنت کو لازم پکڑیں اور شریعتِ حقہ کے موافق اعمال بجالائیں [1]

(۶) محبوب ربّ العالمین علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی اتباع اور پیروی کے بغیر عذاب اخروی سے خلاصی اور نجات ناممکن ہے۔[2]

---

[1] دفتر اوّل مکتوب ۲۴۹ [2] دفتر اوّل مکتوب ۷۸

وضو

(۱) وضو کامل اور پورے طور پر کرنے سے چارہ نہیں ہے۔ ہر عضو کو تین بار تمام دکمال طور پر دھونا چاہیئے تاکہ وضو بر وجہ سُنّت ادا ہو اور سر کا مسح بالاستیعاب (یعنی سارے سر کا مسح) کرنا چاہیئے۔ کانوں اور گردن کے مسح میں احتیاط کرنی چاہیئے۔ بائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھنگلی سے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی طرف سے خلال کرنا لکھا ہے اس کی رعایت رکھیں اور مستحب کے بجالانے کو تھوڑا نہ جانیں۔ مستحب اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور دوست ہے۔ اگر تمام دُنیا کے عوض اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ فعل معلوم ہو جائے اور اس کے مطابق عمل میسر آجائے تو بھی غنیمت ہے۔ اس کا بعینہٖ یہی حکم ہے کہ کوئی خزف ریزوں یعنی ٹھیکروں سے قیمتی موتی خرید لے۔ یا بیہودہ اور بے فائدہ جماد سے روح حاصل کرلے۔ [۱]

---

[۱] دفتر اوّل مکتوب ۲۶۶

اذان

جاننا چاہئیے کہ اذان میں سات کلمات ہیں

(۱) اَللّٰہُ اکبر، یعنی اللہ تعالیٰ اس سے بلند تر ہے کہ اسے کسی عبادت کرنے والے کی عبادت کی حاجت ہو۔ یہ کلمہ اس عظیم الشان معنی کی تاکید کیلئے چار دفعہ تکرار کے ساتھ آیا ہے۔

(۲) أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت کبریائی اور لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہونے کے باوجود عبادت کا مستحق صرف وہی ہے۔

(۳) أَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام اللہ سبحانہ کے رسول اور اس کی جانب سے طریقِ عبادت کے مبلغ اور بتانے والے ہیں تو اس واجب تعالیٰ کی ذات کے لائق صرف وہی عبادت ہوگی جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہت تبلیغ و رسالت سے ماخوذ ہو۔

(۴) حَیَّ علی الصلوٰۃ

(۵) حَیَّ علی الفلاح۔ یہ دونوں کلمے نمازی کو فلاح اور نجات سے ہمکنار کرنے والی نماز کی طرف بلانے کے لئے ہیں۔

(۶) اَللّٰہُ اکبر، یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ کسی کی عبادت اس کی

جنابِ قدس کے لائق ہو۔

(۷) لا الٰہ الا اللہ، یعنی لامحالہ صرف اللہ تعالیٰ مستحق عبادت ہے اگرچہ کسی سے ایسی عبادت نہیں ہو سکتی جو اس کی جنابِ قدس کے لائق ہو شان نماز کی بزرگی ان کلمات سے معلوم کرنی چاہیئے جو نماز سے آگاہ کرنے کے لئے متعین کیئے ہیں لے

لے دفتر اوّل مکتوب ۳۰۳

نماز

فرائض اگرچہ سب کے سب اصلی قرب بخشتے ہیں لیکن ان میں افضل واکمل نماز ہے۔ حدیث

الصلوٰۃ معراج المومنین نماز مومنوں کا معراج ہے۔

اور سُنا ہوگا۔

اقربُ مایکون العبد من الرّبّ فی الصلوٰۃ [1]

"بندے کو رب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے۔"

وہ وقت خاص جو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھا۔ جس کی تعبیر لی مع اللہِ وقت سے کی ہے فقیر کے نزدیک نماز میں ہی ہوا ہے۔ نماز ہی گناہوں کا کفارہ ہے نماز ہی فحشاء و منکر سے روکتی ہے وہ نماز ہی ہے جس میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی راحت ڈھونڈتے تھے جب آپ نے فرمایا۔ اَرِحْنِی یا بلالُ (اے بلال مجھے آرام دے) اور نماز ہی دین کا ستون ہے اور نماز ہی کفر و اسلام کے درمیان فرق ہے۔ [2]

نمازی جو نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے، نماز کے ادا کرنے کے وقت گویا عالم دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالم آخرت میں داخل ہوجاتا ہے۔ اس وقت اس دولت سے جو آخرت سے مخصوص ہے حصہ حاصل کرلیتا ہے۔

کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہیئے جو مومن کا معراج

---

[1] مسلم، نسائی، ابوداؤد [2] دفتر اوّل مکتوب ۲۶۰

ہے اور کوشش کرنا چاہیئے کہ فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا ہونے پائے بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ ترک نہ کرنی چاہیئے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہیئے اور قرأت میں قدر مسنون کو مدنظر رکھنا چاہیئے اور رکوع و سجود میں طمانیت ضروری ہے۔ اور قومہ میں اس طرح کھڑا ہونا چاہیئے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور سیدھا کھڑا ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے۔ ایسا ہی جلسہ میں جو دو سجدوں کے درمیان ہے درست بیٹھنے کے بعد اطمینان ضروری ہے جیسے کہ قومہ میں۔

رکوع و سجود کی کمتر تسبیحیں تین بار ہیں اور زیادہ سے زیادہ سات بار یا گیارہ بار ہیں اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے موافق ہے۔ شرم کی بات ہے انسان اکیلا ہونے کی حالت میں باوجود طاقت کے، اوّل تسبیحات پر کفایت کرے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو پانچ بار یا سات بار تو کہے۔

سجدہ کرتے وقت اول وہ اعضا زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں پس اوّل دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور زانو اور ہاتھ رکھنے کے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیئے اور سر کے اٹھانے کے وقت اول ان اعضا کو اٹھانا چاہیئے۔ جو آسمان سے نزدیک ہیں پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہیئے۔

قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں کی پشت پر اور سجدہ کے وقت نوک بینی پر اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا دونوں بغلوں کی طرف رکھنا چاہیئے جب نظر کو پراگندہ ہونے سے روک رکھیں اور مذکورہ بالا جگہوں پر لگائے رکھیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ نماز جمعیت کے ساتھ میسر

ہو گئی اور خشوع والی نماز حاصل ہو گئی جس طرح نبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے۔ اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا رکھنا اور سجود کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت ہے اس کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیئے انگلیوں کا کھلا رکھنا بے تقریب اور بے فائدہ نہیں۔ صاحب شرع نے اس میں کئی قسم کے فائدے ملاحظہ کر کے اس پر عمل کیا ہے ہمارے لئے صاحب شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں [1]

پانچ ارکان اسلام پورے طور پر ادا ہو جائیں نجات وفلاح حاصل ہو جائے گی کیونکہ یہ پانچ ارکان اعمال صالحہ بھی ہیں اور سیأت ومنکرات سے باز بھی رکھتے ہیں آیہ کریمہ

اِنّ الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر

بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

اس معنی کی گواہ ہے۔ اور جب ان پانچ بنائے اسلام کے ادا کرنیکی توفیق میسر آگئی تو اُمید ہے کہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا ہو گیا اور جب شکر ادا ہو گیا تو عذاب سے نجات حاصل ہو گئی۔

مایفعل اللّٰہُ بعذابکم اِن شکرتُم وَ اٰمنتمُ

اللہ تعالیٰ تمہیں کیوں عذاب دے گا اگر تم شکر گذار بنو اور ایمان لاؤ۔

اس لئے ان پانچ ارکان کی بجاآوری میں جان و دل سے کوشش کرنی چاہیئے خاص کر نماز قائم کرنے میں۔ کیونکہ یہ دین کا ستون ہے۔ حتی المقدور اس کے کسی مستحب کے چھوڑنے پر راضی نہ ہوں اگر نماز مکمل کر لی تو اسلام کا رکن عظیم ہاتھ آگیا۔ اور نجات کے لئے مضبوط رسی ہاتھ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانیوالا ہے [2]

---

[1] ۔ دفتر اوّل مکتوب ۲۶۶ [2] دفتر اوّل مکتوب ۳۰۴

اے عزیز جان لے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ خدا تعالیٰ وتقدس کی عابدوں کی عبادت اور نمازیوں کی نماز سے بے نیازی اور شانِ کبریائی کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ تکبیریں جو ارکانِ نماز کے بعد ہیں وہ جناب قدس خداوندی کی عبادت کے لئے ہر رکن کے ادا کرنے کی عدم لیاقت کے رموز و اشارات ہیں۔ رکوع کی تسبیح میں جب کہ تکبیر کے معنی ملحوظ تھے اس لئے رکوع کے آخر میں تکبیر کہنے کا حکم نہ فرمایا۔ بخلاف دو سجدوں کے کہ ان کی تسبیحات کے باوجود ان کے اوّل و آخر میں تکبیر کہنے کا فرمایا۔ تاکہ کوئی شخص اس وہم میں نہ پڑے کہ سجدے میں جو نہائیت پستی اور بہت عاجزی سے عبارت ہے اور نہائیت تذلل و انکسار ہے حق عبادت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اس وہم کو دور کرنے کے لئے سجدے کی تسبیح میں لفظ اعلیٰ بھی اختیار فرمایا اور تکرارِ تکبیر بھی مسنون قرار پایا۔ اور چونکہ نماز مومن کی معراج ہے اس لئے نماز کے آخر میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم فرمایا جن کلمات سے حضورِ نبی اکرم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام شب معراج مشرف ہوتے تھے۔ لہٰذا نمازی کو چاہیئے کہ نماز کو اپنا معراج بنائے اور نہائیت قرب نماز میں تلاش کرے۔ حضورِ نبی اکرم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ

بندے کو اپنے پروردگار کا بہت زیادہ قرب نماز میں نصیب ہوتا ہے۔ اور نمازی چونکہ رب تعالیٰ عزّ وجلّ شانہ سے راز و نیاز میں مصروف ہوتا ہے اور اس کی بلند ذات کی عظمت وجلال کے مشاہدے میں ہوتا ہے اس لئے ادائے نماز کا وقت وہ مقام ہے کہ اس میں خوف اور ہیبت پیدا ہو۔ اسی لئے نماز کی تسکین کے لئے نماز کا اختتام دونوں طرف سلام سے فرمایا [1]

اور وہ جو حدیثِ نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام میں آیا ہے کہ نمازی فرض

---

[1] دفتر اوّل مکتوب ۲۶۴

نماز کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ فقیر کے علم میں اس کا راز یہ ہے کہ ادائے نماز میں جو کوتاہی اور کمی واقع ہوتی ہے اس کا تدارک تسبیح و تکبیر سے کرنا چاہیئے اور نالائقی اور اپنی عبادت کے ناتمام ہونے کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ اور چونکہ عبادت کی ادائیگی اس بلند ذات کی توفیق سے میسر آتی ہے لہذا س نعمت کا شکر الحمد للہ کے وظیفے سے بجالانا چاہیئے۔ اور عبادت کا مستحق اس کے سوا کسی کو نہیں جاننا چاہیئے۔

اُمید ہے کہ جب نماز کی ادائیگی شرائط و آداب کے ساتھ واقع ہوگی اور اس کے بعد کوتاہی کی تلافی اور نعمت توفیق کا شکر اور اس بلند ذات کے غیر کے مستحق عبادت ہونیکی نفی ان کلمات طیبہ کے ذریعے خلوص قلب کے ساتھ کی جاتے گی تو وہ نماز خداوند تعالیٰ جل سلطانہ، کی بارگاہ میں قبولیت کے لائق ہو جائے گی۔ اور ایسی نماز ادا کرنیوالا، فلاح پانے والا نمازی قرار پائیگا۔ اے اللہ بحرمت سید المرسلین علیہ و علیہم و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات مجھے فلاح پانے والے نمازیوں میں سے کر دے[1]۔

---

[1] دفتر اوّل مکتوب ۳۰۴

نماز کی تکمیل!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

(۱) جان لے کہ نماز کا ٹھیک ہونا اور اس کا کمال فقیر کے نزدیک فرائض، واجبات، سُنن اور مستحبات نماز کا اس طرح بجالانا ہے جس طرح فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے آچکا ہے۔ ان چار امور کے علاوہ کوئی اور ایسا امر نہیں جس کا نماز کے کامل ہونے میں دخل ہو۔ نماز میں خشوع و خضوع بھی انہیں چار امور میں درج ہے اور حضور قلب بھی انہی چار امور سے وابستہ ہے۔

ایک گروہ نے ان امور کے صرف علم پر کفایت کی ہے اور عمل میں سستی اور کاہلی میں پڑ کر کمالات نماز سے تھوڑا سا حصہ حاصل کرتے ہیں۔

ایک دوسرا گروہ حق سبحانہ کی طرف صرف حضور قلب کا اہتمام کر کے ظاہری اعضاء سے تعلق رکھنے والے مستحبات کا خیال کم کرتے ہیں اور صرف فرائض سُنن پر اکتفا کرتے ہیں یہ لوگ بھی حقیقت نماز سے آگاہ نہیں ہو سکے۔ کیونکہ نماز کے کمال کو غیر نماز میں تلاش کرتے ہیں۔[۱]

(۲) اور جو حدیث میں آیا ہے کہ

لا صلوٰۃ الا بحضور القلب — نماز نہیں مگر حضور قلب سے

---

[۱] دفتر اوّل مکتوب ۳۰۵

ممکن اس حدیث میں حضورِ قلب سے مراد ان چار امور کا حضورِ قلب مراد ہو تاکہ ان چار امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں فتور واقع نہ ہو۔ ؎۱

رمضان المبارک

(۱) شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن ط

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے کہ اس میں قرآنِ حکیم کا نزول ہوا۔
اسی مناسبت کی وجہ سے یہ مہینہ تمام خیرات و برکات کا جامع ہے۔ ہر طرح کی خیر و برکت تمام سال میں جس کسی کو پہنچتی ہے جس راہ سے بھی پہنچتی ہے اس عظیم القدر ماہِ مبارک کی بے نہایت برکات کا ایک قطرہ ہے اگر اس ماہِ مبارک میں جمعیت نصیب رہی تو سارا سال جمعیت حاصل رہے گی اور اگر اس ماہِ مبارک میں پراگندگی رہی تو سارا سال پراگندگی پیچھا نہیں چھوڑے گی تو کتنا مبارک ہے وہ شخص جس کے پاس یہ مہینہ آیا اور اس سے راضی اور خوش گیا اور خرابی ہے اس شخص کے لئے جس سے یہ مہینہ ناراض گیا۔ اور اس کی برکات سے محروم رہا قرآن مجید کے ختم کی سُنت بھی اسی تعلق کی بنا پر معلوم ہوتی ہے تاکہ تمام اصلی کمالات اور ظلی برکات میسر ہوں تو جس نے ان دونوں کو جمع کر لیا اُمید ہے کہ وہ اس کی

؎۱ دفتر اوّل مکتوب ۳۰۵

برکات سے محروم نہیں رہے گا اور اس کی خیرات سے روکا نہیں جائے گا۔
وہ برکات جو اس مبارک مہینہ کے ایام سے متعلق ہیں اور وہ خیرات
جو اس کی راتوں سے وابستہ ہیں کچھ اور ہیں۔ اسی راز کے باعث شاید یہ
بات ہے کہ جلدی روزہ انطار کرنے کا حکم ہے اور سحری میں تاخیر کرنیکے
متعلق وارد ہوا ہے تاکہ دن اور رات کے دونوں وقتوں کے اجزاء میں
امتیاز و فرق حاصل ہو۔ [1]

(۲) جاننا چاہیئے کہ ماہِ رمضان شریف بہت فضیلت والا مہینہ ہے۔ نفلی
عبادات نماز، ذکر صدقہ وغیرہ جو اس ماہ میں ادا ہوں دوسرے ایام کے
فرائض کے برابر ہیں اور اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرنا دوسرے مہینوں
میں ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی کا روزہ
انطار کرائے اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی گردن کو آتشِ دوزخ سے
آزادی مل جاتی ہے اور اسے اس روزہ دار کا اجر و ثواب عطا ہوتا ہے
بغیر اس کے کہ خود اس روزہ دار کا ثواب کم ہو۔
اسی طرح جو شخص اس ماہ میں اپنے غلاموں اور نوکروں سے کام لینے
میں تخفیف کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔ اور اسے آتش
دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور رمضان شریف کے مہینے میں حضور علیہ
الصلوٰۃ والتحیۃ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے تھے اور جو چیز بھی کوئی آپ سے
مانگتا اور سوال کرتا آپ اسے دیتے تھے۔ اگر کسی کو اس ماہ میں خیرات اور
اعمال صالحہ کی توفیق مل گئی تو تمام سال اسے توفیق ملی رہے گی اور اگر
یہ مہینہ تفرقہ اور پراگندگی میں گزرا تو سارا سال وہ تفرقے کا ہی شکار رہیگا

---

[1] دفتر اول مکتوب ۴۵

حتی المقدور جس قدر میسر آسکے اس ماہ میں جمعیت کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے اور اس مہینہ کو غنیمت جاننا چاہیئے۔

اس ماہ کی ہر رات میں ہزار شخص کو جو دوزخ کا مستحق ہوتا ہے آزادی ملتی ہے اس مہینہ میں بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

افطار میں جلدی اور سحری کھانے میں دیر کرنا سنت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں مبالغہ کرتے تھے اور اس پر زور دیتے تھے شاید سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنے میں اپنے عجز و محتاجی کا اظہار ہے جو مقام بندگی کے مناسب ہے۔

روزہ کھجور سے افطار کر سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افطار کے وقت یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔

ذَهَبَ الظمأُ وَابتَلَّتِ العُرُوقُ وثَبَتَ الأَجْرُ

إنشاءَ اللهُ تعالیٰ

پیاس چلی گئی رگیں تر ہو گئیں اجر و ثواب ثابت ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ادائے تراویح، ختم قرآن اس ماہ میں مؤکدہ سنتوں میں سے ہے اور بیشمار اچھے نتائج لاتا ہے اللہ سُبحانہٗ اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والتحیات کی حرمت کے صدقے توفیق بخشے [۱]

---

[۱] دفتر اوّل مکتوب ۴۵

توبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

تُوبُوا اِلَی اللہِ جَمِیعًا اَیُّھَا المُؤمِنُونَ لَعَلَّکُم تُفلِحُونَ [۱]

اے ایمان والو! سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا تُوبُوا اِلَی اللہِ تَوبَۃً نَّصُوحًا عَسٰی رَبُّکُم اَن یُّکَفِّرَ عَنکُم سَیِّاٰتِکُم وَیُدخِلَکُم جَنّٰتٍ تَجرِی مِن تَحتِھَا الاَنھَارُ [۲]

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرو۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے دور کر دے اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وذروا ظاھر الاثم و باطنہٗ

ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو۔

گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لئے فرض عین اور ضروری ہے۔ یہ تصور

---

[۱] سورۃ نور [۲] سورۃ تحریم

بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی انسان اس سے بے نیاز ہو لے

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے اور وہ سچے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کوئی گناہ کرے پھر کھڑا ہو اور وضو کرلے اور نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسکو معاف کر دے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اور جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے
جو آدمی کوئی گناہ کرے پھر اس پر اس کو ندامت ہو تو وہ ندامت اس گناہ کا کفارہ ہے [۲]

(۳) حدیث نبوی میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مسوف لوگ ہلاک ہو گئے جو کہتے ہیں کہ عنقریب توبہ کرلیں گے۔
لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی
اے بیٹا توبہ کو کل پر موخر نہ کر دینا کیونکہ موت ناگہانی طور پر آجاتی ہے۔
مجاہد نے کہا
جو آدمی صبح وشام توبہ نہ کرے وہ ظالمین سے ہے [۳]

(۴) سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف توبہ کرو اور اپنے ہاتھ سے کیئے ہوئے اعمال سے اپنے رب کے حضور بخشش مانگو اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا ہے معاف کرنیکو پسند کرتا ہے [۴]

---

[۱] دفتر دوم مکتوب ۶۶ [۲] دفتر دوم مکتوب ۶۶ [۳] دفتر دوم مکتوب ۶۶
[۴] دفتر سوم مکتوب ۱۹

ذکرِ الٰہی

(۱) پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے اور مستحب اوقات میں سنن موکدہ ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکرِ الٰہی جلّ شانہٗ میں مصروف رکھنا چاہیے۔ کھانے، سونے، آنے جانے غرض تمام اوقات میں ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔[۱]

(۲) الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب (پارہ ۱۳ سورہ رعد)

سن لو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اطمینانِ قلب کا راستہ اللہ سبحانہ کا ذکر ہے نظر و استدلال اس کا راستہ نہیں ہے

پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

اپنے مسلک کی بنیاد صرف دلائل پر رکھنے والوں کے پاؤں لکڑی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ لکڑی کے پاؤں بالکل کمزور ہوتے ہیں۔

کیونکہ ذکر کے ذریعے جناب قدس خداوندی کے ساتھ ایک گونہ مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ کچھ بھی مناسبت نہیں ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تاہم ذکر کے ذریعے ذاکر اور مذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا موجب بنتا ہے اور جب محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دل

---

[۱] دفتر اول مکتوب ۹۴

سے اطمینان کے سوا سب کچھ نکل جاتا ہے اور جب معاملہ اطمینانِ قلب کے حصول تک پہنچ گیا تو ایسے شخص کو دولتِ ابدی حاصل ہوگئی ہے

ذکر گو ذکر تا ترا جان است   پاکی دل ز ذکر یزدان است

جب تک تم میں جان ہے اس کے ذکر میں مصروف رہو۔ دل کی طہارت اللہ کے ذکر ہی سے نصیب ہوتی ہے۔[۱]

(۳) اس تھوڑی فرصت میں ذکر کثیر کے ساتھ جو نہایت اہم اور ضروری ہے مرضِ قلبی کے ازالہ کا فکر مند ہونا چاہیئے اور باطنی مرض کا علاج ربِّ جلیل کی یاد کے ساتھ اس تھوڑی سی مہلت میں اعظم مقاصد میں سے ہے۔ وہ دل جو غیر حق میں گرفتار ہے اس سے خیر کی توقع کیا ہو سکتی ہے۔[۲]

(۴) تو اس بات کو جان اور آگاہ رہ کہ تیری سعادت بلکہ تمام انسانوں کی سعادت اور سب کی فلاح و نجات اپنے مولیٰ جلّ سُلطانہٗ کے ذکر میں ہے جہاں تک ممکن ہو تمام اوقات کو ذکر الٰہی جلّ شانہٗ میں مستغرق اور مصروف رکھنا چاہیئے اور ایک لحظہ کے لئے بھی غفلت کو جائز نہیں سمجھنا چاہیئے[۳]

(۵) حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام میں ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے سوا خدا تعالیٰ کے چند ایسے فرشتے ہیں جو راستوں اور بازاروں میں اہل ذکر کی تلاش کرتے پھرتے ہیں جب وہ ذاکروں کے گروہ کو کہیں ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ تمہارا مطلب حاصل ہوگیا۔ پس جمع ہو کر اپنے پروں سے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب وہ ذکر سے فارغ ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر جاتے ہیں پس حق تعالیٰ حالانکہ اپنے

---

[۱] مکتوب ۹۲ دفتر اوّل [۲] دفتر اوّل مکتوب ۱۶۶ [۳] دفتر اوّل مکتوب ۱۹۰

بندوں کے حال کو بخوبی جانتا ہے۔ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیسے دیکھا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ خدایا تیری حمد وثنا کرتے تھے اور تجھ کو بزرگی سے یاد کرتے تھے اور تجھ کو تمام عیوب ونقائص سے پاک بیان کرتے تھے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ بزرگی اور پاکیزگی سے یاد کریں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا چیز طلب کرتے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بہشت مانگتے تھے حق تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا حق تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو فرشتے عرض کرتے ہیں پھر اس سے زیادہ اس کی طلب اور حرص کریں۔ پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے ڈرتے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے ڈرتے تھے اور تجھ سے پناہ مانگتے تھے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا حق تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو پھر ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں پھر اس سے زیادہ پناہ مانگیں اور اس سے زیادہ ڈریں اور بھاگیں پھر حق تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے تم گواہ رہو میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یارب اس ذکر کی مجلس میں فلاں آدمی ذکر کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ کسی دنیاوی حاجت کیلئے آیا تھا اور ان میں بیٹھ گیا تھا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اَنَا جَلِیسُ

مَنْ ذَکَرَنِی (میں اس کا ہمنشیں ہوں جس نے میرا ذکر کیا) کے بموجب میرے ایسے ہمنشیں ہیں کہ ان کا ہمنشیں بدبخت نہیں ہوتا۔[۱]

(۶) عاقبت کی بہتری ذکر پر وابستہ ہے اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون[۲] (اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ فلاح پا جاؤ) گواہ ہے پس ذکر کثیر کو برقرار رکھنا چاہیئے اور جو کچھ اس دولت کے نامناسب ہے اس کو دشمن جاننا چاہیئے نجات کا علاج یہی ہے ؎

ذکر گو تا ترا جان است　　　　پاکیٔ دل ز ذکر رحمان است

جب تک تم میں جان باقی ہے ذکر اور یاد الٰہی میں لگے رہو کیونکہ دل کی پاکیزگی رحمان کے ذکر پر منحصر ہے۔[۳]

(۷) الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یعنی لو اللہ کے ذکر سے دل کو اطمینان ہوتا ہے۔ نص قاطع ہے۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اس پر ثابت اور برقرار رہنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ اصل مقصود یہی ہے۔[۴]

(۸) نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا جنت میں درخت نہیں ہیں اس میں درخت لگاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا وہاں کس طرح درخت لگائیں آپ نے فرمایا تسبیح، تحمید، تمجید اور تہلیل کے ساتھ یعنی کلمہ سبحان اللہ کہو تاکہ اس کے عوض تمہارے لئے جنت میں ایک پودا لگایا جائے تو بہشت کے درخت تسبیح کا نتیجہ ہیں۔ تنزیہ الٰہی کے کمالات جس طرح اس کلمہ میں حروف و اصوات کے لباس میں لپیٹ دیئے گئے ہیں۔ بہشت میں ان کمالات کو بہشتی درخت کے لباس میں چھپایا گیا ہے۔ جو کچھ بہشت میں ہے نیک عمل کا نتیجہ ہے۔[۵]

---

[۱] بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہؓ دفتر اول مکتوب ۲۰۳ [۲] سورہ الجمعہ [۳] مکتوب ۲۰۶ دفتر اول مکتوب ۲۰۶ دفتر اول [۵] دفتر اول مکتوب ۲۰۲

(۹) اے فرزند فرصت و فراغت غنیمت ہے۔ ہمیشہ اپنے اوقات کو ذکر الٰہی جلّ شانہٗ میں مصروف رکھنا چاہیئے جو بھی شریعت غرّا کے مطابق کیا جائے ذکر میں داخل ہے اگرچہ خرید و فروخت ہی ہو پس تمام حرکات و سکنات میں احکام شریعت کی رعایت کرنی چاہیئے تاکہ سب کام ذکر بن جائیں کیونکہ ذکر غفلت دور کرنے سے عبارت ہے اور جب تمام افعال میں اوامر و نواہی کی رعایت ملحوظ رکھی جائے تو امر و نہی کرنے والے سے غافل ہونے سے نجات میسر آجاتی ہے اور اس بلند ذات کا دوام ذکر حاصل ہو جاتا ہے[1]

(۱۰) طالب کو چاہیئے کہ باوضو ذکر کرے اور کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی اسی کام میں مشغول رہے اور آمد و رفت اور خورد و نوش اور سوتے جاگتے کسی وقت بھی ذکر سے خالی نہ رہے۔

ذکر گو تا ترا جان است　　　پاکی دل ز ذکر رحمان است

اس طرح ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے کہ مذکور کے سوا ہر چیز اس کے سینہ کے میدان سے اپنا سامان باندھ کر کوچ کر جائے اور اس کے باطن میں ماسوا کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے[2]

لہ دفتر دوم مکتوب ۴۵　　　ٹلہ دفتر سوم مکتوب ۸۴

فضائل
کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) رب جل سلطانہ کے غضب و غصہ کو ٹھنڈا کرنے میں کوئی چیز بھی اس کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ سے زیادہ نافع نہیں۔ جب کہ کلمہ طیبہ دوزخ کی آگ میں پڑنے کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے تو دوسرے غصوں کو جو اس سے کمتر ہیں بطریق اولیٰ ٹھنڈا کرتا اور تسکین دیتا ہے۔ کیوں تسکین نہ دے جب کہ بندہ اس کلمہ طیبہ کے تکرار کے ذریعے ماسوائے حق کی نفی کر کے سب سے منہ پھیر کر معبود برحق کو ہی قبلہ توجہ بناتا ہے۔ غضب کا سبب پراگندہ توجہات تھیں جن میں وہ مبتلا تھا جب پراگندہ توجہات کی بندہ نے نفی کر دی تو اللہ تعالیٰ کا غضب و غصہ بھی جاتا رہا اس معنی کو تو عالم مجاز میں مشاہدہ کر سکتا ہے۔ جب مالک اپنے غلام سے ناراض ہوتا اور اس پر غضب کا اظہار کرتا ہے تو حسن فطرت والا غلام اپنے مالک کے سوا سے توجہ ہٹا کر اپنے آپ کو مالک کی طرف متوجہ کر لیتا ہے اس وقت مالک کو اپنے مملوک کے حق میں شفقت و رحمت پیدا ہو جاتی ہے اور غضب و غصہ رفع ہو جاتا ہے۔

کلمہ طیبہ کو آخرت کے ننانوے ذخیرہ ہائے رحمت کی چابی قرار دیا گیا ہے۔ یہ فقیر یوں محسوس کرتا اور جانتا ہے کہ ظلمات کفر اور کدورت شرک سے رفع

کرنے میں اس کلمہ طیبہ سے بڑھ کر شفاعت کرنے والی کوئی چیز نہیں [1]

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا۔

کوتاہ نظر لوگ تعجب کرتے ہیں کہ صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے دخول جنت کیسے میسر آئے گا۔ یہ لوگ اس کلمہ طیبہ کی برکات سے واقف نہیں۔ اس فقیر کو محسوس ہوا ہے کہ اگر تمام عالم کو صرف اس کلمہ طیبہ کے طفیل بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو گنجائش رکھتا ہے اور مشاہدے میں اس طرح آتا ہے کہ اگر اس کلمہ مقدسہ کی برکات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمام عالم پر تقسیم کرتے رہیں سب کو کفایت کرتا اور سب کو سیراب کرتا ہے۔

اس کلمہ طیبہ کی برکات کس قدر بڑھ جاتی ہیں جب اس کے ساتھ کلمہ مقدسہ محمد رسول اللہ جمع ہو جائے [2]

(۳) اس کلمہ کے سامنے ساری دنیا کی کچھ حیثیت و قدر و قیمت نہیں ہے۔ کاش کہ ساری دنیا اس کے سامنے اتنی حیثیت ہی رکھتی جتنی ایک قطرے کی دریائے محیط کے سامنے ہوتی ہے۔ اس کلمہ طیبہ کی عظمت کا ظہور پڑھنے والے کے درجات کے مطابق ہوتا ہے جس قدر پڑھنے والے کا درجہ زیادہ ہوگا اس کلمہ مقدسہ کی عظمت کا ظہور بھی زیادہ ہوگا [3]

(۴) کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ جو اندرونی اور بیرونی خداؤں کی نفی اور انہیں ہٹانے کے لئے وضع کیا گیا ہے نفس کے تزکیے اور اس کی تطہیر کیلئے بہت ہی نافع اور مناسب ہے [4]

---

[1] دفتر دوم مکتوب ۳۷ [2] دفتر دوم مکتوب ۳۷ [3] مکتوب ۳۷ دفتر دوم [4] دفتر اول مکتوب ۵۲

(۵) چونکہ نفس سرکشی کے مقام میں رہتا ہے اور عہد توڑنے میں چست ہے اس لئے اس کلمہ طیبہ کے بار بار تکرار سے ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہیئے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

جدّدوا ایمانکم بقول لا الٰہ الا اللّٰہ[1]

کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ سے اپنے ایمان کی تجدید کرو۔

بلکہ ہر وقت اس کلمہ کا تکرار رہنا چاہیئے کیونکہ نفس امارہ ہر وقت خباثت کرنے پر تُلا رہتا ہے حدیث شریف میں اس کلمہ مبارکہ کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ اگر تمام آسمانوں اور تمام زمینوں کو ایک پلہ میں رکھیں اور اس کلمہ کو دوسرے پلہ میں تو اس کا پلہ دوسرے پلہ پر غالب رہیگا[2]

اے اللہ ہمیں کلمہ طیبہ کی برکات سے محروم نہ کر اور ہمیں اس پر ثابت رکھ اور ہمیں اس کی تصدیق پر موت نصیب فرما اور اس کی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ ہمارا حشر فرما اور ہمیں اس کی حرمت اور اس کی تبلیغ کرنے والے انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات والتحیات و البرکات کی حرمت سے جنت میں جانا نصیب فرما[3]۔

---

[1] احمد بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، [2] دفتر اول مکتوب ۵۲ [3] دفتر دوم مکتوب ۳،

سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان

الی الرحمٰن سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم"

دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں۔ میزان میں بھاری خدائے رحمان کو پیارے ہیں۔

" سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم" ہیں۔

ان کے زبان پر ہلکے ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ ان کے حروف تھوڑے ہیں اور میزان میں بھاری ہونے اور خدائے رحمان کو پیارا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے کلمے کا جزو اول (سبحان اللہ) ان تمام چیزوں سے جو اس کی جناب قدس عزّ وجلّ کے لائق نہیں ہیں، سے اس کی بلند ذات کی تنزیہ اور تقدس کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی جناب کبریاء کا صفات نقص اور حدوث و زوال کے نشانات سے پاک ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کلمے کا دوسرا جزء اللہ تعالیٰ کی صفات کمال اور شیونات جمال کے ثبوت کا فائدہ دیتا ہے۔ چاہے وہ صفات و شیونات فضائل میں سے ہوں یا فواضل میں سے اور دونوں جزؤں میں اضافت کو استغراق کے لئے بنانا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے تمام تنزیہات اور تقدیسات اور تمام صفات کمال و جمال کے ثبوت کا فائدہ دیتا ہے تو پہلے کلمے کے دونوں جزوں کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ تمام تنزیہات و تقدیسات اسی ذات سبحانہ کی طرف لوٹتی ہیں اور تمام صفات کمال و جمال بھی اسی ذات عزّ وجل کے لئے ثابت ہیں۔

اور دوسرے کلمے کا حاصل یہ ہے کہ تمام تنزیہات و تقدیسات اللہ ہی کیلئے

ہیں اور عظمت و کبریا کا اثبات بھی اسی ذات عزوجل کیلئے ہے۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس بلند ذات سے نقائص کا مسلوب ہونا، صرف اس کی عظمت اور کبریائی کی وجہ سے ہے لہذا دونوں کلمے میزان میں بھاری اور خدا کو پیارے ہیں نیز تسبیح توبہ کی چابی بلکہ اس کا نچوڑ اور خلاصہ ہے تو تسبیح گناہوں کو مٹانے اور خطاؤں کے معاف کرنے کا وسیلہ ہے اس بنا پر بھی یہ میزان میں بھاری ہے۔ اور حسنات کے پلے کو جھکانے والی ہے اور خدا کو پیاری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ معافی اور درگذر کو پسند کرتا ہے نیز جبکہ تسبیح اور حمد کرنے والے نے اس کی جناب قدس کو اس کی شان کے خلاف چیزوں سے منزہ ظاہر کیا اور اس کی بلند ذات کیلئے صفاتِ کمال و جمال کو ثابت کیا تو کریم اور بہت عطا کرنے والی ذات جلّ شانہ سے اُمید ہے کہ وہ بھی تسبیح کرنیوالے کو غیر مناسب باتوں سے پاک اور منزہ کر دے۔ اور حمد کرنیوالے میں صفاتِ کمال پیدا کر دے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هل جزاء الاحسانِ الا الاحسان

نہیں ہے احسان کا بدلہ مگر احسان

تو لازماً یہ دونوں کلمے میزان میں بھاری ہیں کیونکہ ان کے تکرار کے سبب گناہ مٹتے ہیں اور خدائے رحمان کو پیارے ہیں کیونکہ ان کے واسطے سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ [1]

---

[1] دفتر اول مکتوب ۳۰۸

رِفق ــــ نرمی اختیار کرنا

حضورنبی اکرم علیہ من الصلوٰت افضلہا و من التسلیمات اکملہا کی چند احادیث جو وعظ و تذکیر اور نصیحت سے متعلق ہیں لکھی جاتی ہیں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ انکے مطابق عمل کی توفیق عطا کرے ۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ۔

إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَالَا يُعْطِي عَلَى مَاسِوَاهُ ط (رواہ مسلم)

بیشک اللہ تعالیٰ لطف و نرمی فرمانے والا ہے نرمی کو دوست رکھتا ہے اور نرمی کرنے پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی کرنے پر عطا نہیں کرتا اور نہ نرمی کے ماسوا کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے ۔

(۲) ایک اور روایت میں آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا ۔

عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ بِالْعُنْفِ وَالْفُحْشِ إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ ط (رواہ مسلم)

اے عائشہ نرمی کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور سختی و زبان درازی سے بچنا کیونکہ رفق و نرمی سے شے میں زیبائش ہے اور جب کسی شے سے رفق و نرمی کو نکال لیا جاتا ہے تو وہ شے داغدار ہو جاتی ہے۔

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بھی فرمایا۔

مَن یُحرَمِ الرِّفقَ یُحرَمِ الخَیرَ

جو لطف ونرمی کی اچھی عادت سے محروم ہے وہ نیکی سے محروم ہے

(۴) حضور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ نے یہ بھی فرمایا۔

اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنُکُمْ اَخلاقًا۔

تم سب میں سے مجھے زیادہ محبوب وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھا ہے۔

(۵) آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

مَنْ اُعْطِیَ حَظَّہٗ مِنَ الرِّفْقِ اُعْطِیَ حَظَّہٗ مِنَ الدُّنیا وَالآخِرَۃِ

(شرح سنہ)

جسے لطف ونرمی سے حصّہ عطا کیا گیا اسے دُنیا وآخرت کی نیکی میں سے حصّہ عطا کیا گیا۔

(۶) حضور علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے۔

اَلحَیَاءُ مِنَ الاِیمَانِ وَالاِیمَانُ مِنَ الجَنَّۃِ وَالبَذَاءُ مِنَ الجَفَاءِ وَالجَفَاءُ مِنَ النَّارِ [۱]

حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت کی چیز ہے اور بیہودہ گوئی برائی سے ہے اور برائی دوزخ میں جانے والی چیز ہے۔

(۷) اِنَّ اللّٰہَ یُبغِضُ الفَاحِشَ البَذِیَّ [۲]

بے شک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے حد سے بڑھ جانے والے بیہودہ گو کو۔

---

[۱] مسند احمد [۲] ترمذی

(۸) اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ وَبِمَنْ يَحْرُمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ [۱]

کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون آتش دوزخ پر حرام ہے اور کس پر آتش دوزخ حرام ہے؟ ہر آسان روی اختیار کرنے والے نرم طبع لوگوں سے نزدیک، نرم خو آدمی پر۔

(۹) اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ اِنْ قِيْدَ انْقَادَ وَاِنِ اسْتُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اسْتَنَاخَ [۲]

مومن نرم طبع مطیع و فرمانبردار ہوتے ہیں جس طرح مہار پڑا ہوا اونٹ اگر اسے کھینچا جائے تو اطاعت کیلئے گردن رکھ دیتا ہے اور اگر کسی پتھر پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔

(۱۰) مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ [۳]

جو شخص اپنا غصہ پی گیا حالانکہ وہ اسے جاری کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کے سامنے اسے بلائے گا یہاں تک کہ وہ جو حور منتخب کرنی چاہے اللہ کی طرف سے اسے اختیار ہوگا۔

(۱۱) اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ [۴]

ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا غصہ نہ کرنا اس نے بار بار وصیت کی درخواست کی آپ نے ہر بار اسے یہی فرمایا غصہ نہ کیا کر۔

---

[۱] ترمذی شریف [۲] ترمذی شریف [۳] ترمذی شریف [۴] بخاری شریف

(۱۲) اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُتَكَبِّرٍ [1]

کیا میں تمہیں بہشت میں جانے والے لوگ نہ بتاؤں؟ ہر ایسا شخص جسے لوگ کمزور و حقیر جانیں لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کرے کیا میں دوزخ میں جانیوالوں کی خبر نہ دوں؟ وہ ہر ایسا شخص ہے جو تلخ مزاج سخت گو جھگڑالو اور تکبر کرنے والا ہو۔

(۱۳) اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ [2]

جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے ایسا کرنے سے اگر غصہ ختم ہو جائے تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔

(۱۴) اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ [3]

بے شک غصہ ایمان کو اس طرح تباہ کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو تباہ کرتا ہے۔

(۱۵) مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِىْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِىْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِىْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ [4]

جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے رفعت و بلندی عطا کرتا ہے۔ وہ اپنی ذات کو حقیر جانتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں

---

[1] بخاری و مسلم [2] احمد و ترمذی [3] بیہقی شریف [4] بیہقی شریف

بزرگ ہوتا ہے۔ اور جو متکبر بنتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیچا کرتا ہے تو وہ، لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے لیکن خود اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے۔ ایسا شخص لوگوں کی نگاہوں میں کتے اور خنزیر سے بھی حقیر اور خوار ہوتا ہے۔

قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ يَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ [1]

حضرت موسیٰ بن عمران علی نبینا وعلیہ الصلوٰت والتسلیمات نے عرض کیا اے ربّ، تیرے نزدیک تیرے بندوں میں زیادہ باعزّت کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو قدرت رکھنے کے باوجود بخش دے۔

(۱۷) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا۔

مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهٗ [2]

جو شخص اپنی زبان کی نگہداشت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب پوشیدہ رکھے گا اور جو اپنے غصّے کو روکے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس سے عذاب روک دے گا اور جو اللہ کی بارگاہ میں عذر خواہی کرے گا اللہ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔

(۱۸) آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ

---

[1] بیہقی شریف [2] بیہقی شریف

فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ
اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ
لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ [1]

جس شخص پر اس کے بھائی کا کوئی حق ہو یعنی ظلماً اس سے کوئی چیز لی ہو چاہیئے کہ اس سے آج ہی معاف کروالے اس سے پہلے کہ اس کے پاس نہ دینار رہے نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیکیاں ہونگی تو وہ اس سے باندازہ ظلم اس سے لے لی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ اَتَدْرُوْنَ مَنِ
(۱۹) الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ
فَقَالَ الْمُفْلِسُ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ
وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ
مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى
هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ
حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ
فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ [2]

جانتے ہو مفلس اور تنگ دست کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس درہم اور سامان نہ ہو فرمایا میری اُمت میں بڑا مفلس اور تنگدست وہ شخص ہے جو قیامت کے روز

---

[1] بخاری شریف [2] مسلم شریف

نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا لیکن اس کے ساتھ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو ایک حقدار کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور دوسرے کو بھی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے ذمے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گی تو اہلِ حقوق کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔ [1]

---

[1] دفتر اول مکتوب ۹۸

حفاظتِ ایمان

(۱) شریعت کے دو جز ہیں عقیدہ اور عمل، عقاید دین کے اصول ہیں اور اعمال فرع جس کے عقائد درست نہیں وہ نجات نہیں پا سکتا اور اس کے حق میں عذابِ الٰہی سے خلاصی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا[۱]

(۲) اہلسنت وجماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اگر بال برابر بھی ان کی مخالفت ہوئی تو خطرہ ہے اور یہ بات کشفِ صحیح سے بھی یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اسلیئے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اہلسنت وجماعت کی توفیق ملی اور ان کی تعلید کا شرف حاصل ہوا[۲]

(۳) اللّٰھم ثبتنا علی معتقدات اھل السنۃ والجماعت وامتنا فی زمرتھم واحشرنا معھم۔

اے اللہ ہمیں اہلسنت وجماعت کے عقائد پر ثابت رکھ اور انہیں کے گروہ میں ہمیں مار اور انہیں کے ساتھ ہمارا حشر فرما[۳]

---

[۱] دفتر سوم مکتوب ۳ [۲] دفتر دوم ۵۹ [۳] دفتر دوم مکتوب ۶۷

محاسبہ

مشائخ کرام قدّس اللہ تعالیٰ أسرارھم کے ایک گروہ نے محاسبے کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور رات کو سونے سے کچھ پہلے اپنے اقوال، افعال اور اپنی روزمرّہ کی حرکات و سکنات ملاحظہ کرتے ہیں اور تفصیل کے ساتھ ہر ایک کی حقیقت تک پہنچتے ہیں۔ اپنی تقصیرات اور برائیوں کا تدارک توبہ و استغفار اور التجاء و تضرع سے کرتے ہیں اور اپنے نیک اعمال و افعال کو توفیق خداوندی کی طرف لوٹاتے ہوئے خداوند تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر میں مصروف ہوتے ہیں اور صاحبِ فتوحاتِ مکیہ قدِّسَ سِرّہٗ جو محاسبہ کرنے والے گروہ میں سے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے محاسبہ میں دوسرے مشائخ سے آگے ہوں اور میں اپنے دل میں آنیوالے خیالات اور اپنی نیتوں کا بھی محاسبہ کرتا ہوں۔

فقیر کے نزدیک سو دفعہ سُبحان اللہ اور الحمدُ للہ اور اللہ اکبر سونے سے کچھ پہلے اس طرح پڑھ لینا جس طرح مخبر صادق علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلمات سے ثابت ہے محاسبے کا حُکم رکھتا ہے اور محاسبے کا کام کرتا ہے۔ گویا کلمۂ تسبیح کی تکرار سے جو توبہ کی چابی ہے اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں سے بندہ عذر خواہی کرتا ہے اور اس بلند ذات کی جنابِ قدس کی طرف اس کی خطاؤں کے ارتکاب سے جو کچھ لوٹا تھا، اس کی تنزیہ اور تقدیس کرتا ہے۔ کیونکہ سئیات (برائیوں) کا مرتکب اگر نیکی کے حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے خدائے پاک کی عظمت اور کبریائی

کو ملحوظِ خاطر اور اپنی نظر کے سامنے رکھتا تو ہرگز اس بلند ذات کے حکم کی خلاف ورزی میں جلدی نہ کرتا اور جب اس نے اس کے حکم کی خلاف ورزی میں جلدی کی تو معلوم ہوا کہ اس بلند ذات کی امر و نہی اس مرتکب کے نزدیک کچھ شمار و اعتبار نہیں رکھتی ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اس سے بچائے لہٰذا کلمہ تنزیہ سے اس کوتاہی کی تلافی کرتا ہے

جاننا چاہیئے کہ استغفار میں گناہ کا چھپانا ہوتا ہے اور کلمہ تنزیہ میں گناہ کی بیخ کنی کا مطالبہ ہے لہٰذا استغفار اور کلمہ تنزیہ (سبحان اللہ) میں بہت فرق ہے۔ یہ عجب کلمہ ہے کہ اس کے الفاظ بہت ہی کم ہیں اور اس کے معانی اور منافع بہت ہی زیادہ ہیں۔

اور کلمہ تحمید (الحمد للہ) کے تکرار سے خداوند تعالیٰ جل سلطانہ، کی توفیق کا شکر ادا کرتا ہے ۔ اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اور کلمہ تکبیر (اللہ اکبر) میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس بلند ذات کی جناب پاک اس سے بلند تر ہے کہ یہ عذرخواہی اور یہ شکر اس ذات جلِّ شانہ، کے شایانِ شان ہو کیونکہ بندے کی عذرخواہی اور اسکا استغفار خود عذرخواہی اور بہت زیادہ استغفار کا محتاج ہے ۔ اور بندے کا شکر کرنا اور حمد کرنا خود اس کی اپنی ذات کی طرف لوٹتا ہے ۔

سُبحان ربّک ربّ العزّۃ عمّا یصفون وسلام علی المرسلین والحمدُ للہِ ربّ العالمین ۔ پاک ہے تیرا ربّ عزّت والا ان باتوں سے جو وہ کرتے ہیں اور تمام مرسلین پر سلامتی کا نزول ہوتا رہے اور تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کیلئے ہیں۔

محاسبہ کرنیوالے حضرات استغفار و شکر پر کفایت کرتے ہیں اور ان کلماتِ قدسیہ سے استغفار کا کام بھی حاصل ہو جاتا ہے اور شکر کی بجاآوری بھی ہو جاتی ہے اور استغفار و شکر کے ناقص ہونے کے اظہار کا اشارہ بھی میسر آجاتا ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
وتب علینا انک انت التواب الرحیم و
صلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وعلی
آلہ وصحبہ الطاہرین وسلّم وبارک
عَلیہ وعلیہم اجمعین۔

راقم الحروف
محمد کریم سلطانی

کلماتِ مُبارکہ

از زبدۃ فخر العلماء الوارثین فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب زید مجدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد
شیخ الجن والانس سیدنا الامام الربانی مجدد الالف الثانی الشیخ السرہندی الفاروقی النقشبندی قدس سرہٗ السامی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک خاص نشانی تھے۔
مجددین کی فہرست میں آپ کا بطور مجدد ذکر ایسی شہرت حاصل کر گیا ہے کہ جب صرف مجدد کا لفظ بولا جائے مثلاً یوں کہا جائے کہ سرکار مجدد صاحب نے فرمایا تو ذہن فوراً اسی ذات گرامی قدس سرہ کی طرف جاتا ہے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء آپ کے تذکرے صدیوں سے زبانوں پر جاری ہیں آنجناب قدس سرہٗ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے متعلق کتابوں پر کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں ان میں سے شیخ المحدثین برکت مصطفیٰ فی دیار الہند الشاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے جو سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو خراج عقیدت پیش کیا ہے وہ ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے۔
آپ کتاب اخبار الاخیار کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ کتاب اخبار الاخیار مکمل ہوئی لیکن حقیقتاً یہ کتاب اس وقت پایۂ تکمیل کو پہنچے گی جبکہ زبدۃ المقربین قطب الاقطاب فضیلت مآب مظہر تجلیات الٰہی مصدر برکات نامتناہی امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کے کچھ حالات

تحریر کیے جائیں۔

آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں کے ذریعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے پیدائش ۹۷۱ھ وصال ۱۰۳۴ھ آپ نے بہت قلیل عرصہ میں علوم عقلی ونقلی سے فراغت حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار سے سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ اور کبرویہ کی اجازت حاصل کی پھر دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی صرف دو ماہ اور چند دنوں کی خدمات کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کی مکمل تعلیم اجازت لی چنانچہ خواجہ صاحب نے اپنے ایک دوست کو لکھا ہے کہ سرہند شریف میں ایک بہت بڑے عالم وعامل ہیں جن کا نام شیخ احمد ہے انہوں نے چند روز میرے پاس نشست و برخاست کی جس میں میں نے ان کے عجیب عجیب حالات دیکھے ہیں۔ اور ان کے اوقات و اعمال صالحہ کے پیش نظر یقین ہے کہ وہ عنقریب ایک ایسا روشن آفتاب ہو کر چمکیں گے جس سے ساری دنیا جگمگا جائے گی۔ نیز خواجہ صاحب تحریر فرمایا شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں جن کے سایہ میں ہم جیسے ہزاروں تارے چھپے ہوتے ہیں ...... الحاصل جو کوئی حضرت شیخ کے تفصیلی حالات کشف الحاجات اور مبشرات وغیرہ دیکھنا چاہتے۔ وہ "حضرت القدس" برکات احمدیہ" (زبدۃ المقامات) معارف جدیدہ" اور حقائق نادرہ کا مطالعہ کرے جو آپ کے نورانی قلم کا شاہکار ہیں۔

آپ مجدد سو سال کے بعد کے مجدد نہیں بلکہ حضرت علی کے ہزار سال کے بعد والے مجدد ہیں۔ اور یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں بلکہ بہت بڑا فرق ہے کاش تم لوگ اس سے واقفیت حاصل کر لو۔

مجھ فقیر عبدالحق (محدث دہلوی) کو حضرت شیخ احمد سرہندی نے جو صفائی باطن عنایت فرمائی ہے وہ بے حد و بے حساب ہے حضرت شیخ نے ہمارے درمیان کوئی پردہ

بشریت وحجاب باقی نہیں رکھا آپ نے طریقت انصاف اور عقلی تمیز جو بزرگوں کا خاصہ ہے اس دُنیا میں میرے باطن میں بطریق ذوق، وجدان وغلبہ پوری طرح جاگزیں کر دیا جس کے اظہار سے زبان عاجز ہے۔ تمام تعریفیں اور پاکیزگی صرف خدا تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو دلوں کو بدلتا اور حالات درست کرتا ہے۔ بعض لوگ شاید اس کو دُور کی بات سمجھیں لیکن میں نہیں جانتا کہ اب میری کیا حالت ہے اور کیا طریقہ ہے۔ اخبار الاخیار ص ۶۲۹، ص ۶۳۳

زیرِ نظر کتاب تعلیمات امام ربانی جو کہ فقیر کے لختِ جگر اور فقیر کی آنکھوں کی ٹھنڈک عزیزم مولانا محمد کریم سلطانی سلمہٗ بہ الکریم نے تالیف کی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سالک کیلئے مینارِ نور ثابت ہوگی اور کم ہمت غفلت شعار لوگوں کے لئے باعث سعادت ہوگی اللہ کریم مسلمان بھائیوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی اور ہم سب کو خواب غفلت سے بیدار ہو کر آخرت کی پونجی جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

محتاج دُعاء فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ
مہتمم دار العلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد

اسلامی تعلیم و تبلیغ کا معیاری ادارہ



جامعہ ریاض العلوم

پیپلز کالونی نمبر ۱، ڈی بلاک فیصل آباد

خصوصیات

* پاکیزہ ماحول * محنتی اساتذہ
* علوم اسلامیہ کے ساتھ
* ایف اے ۔ بی اے اور ایم اے
کے امتحانات دلوائے جاتے ہیں

حفظ قرآن کا بہترین انتظام

داخلہ کیلئے میٹرک پاس ہونا ضروری ہے

رابطہ کیلئے **محمد کریم سلطانی** خادم جامعہ ریاض العلوم
پیپلز کالونی ۱ فیصل آباد۔ پاکستان